عصرِ حاضر اور سدِّ ذرائع

پروفیسر محمد ارشد گورنمنٹ اسلامیہ ڈگری کالج نارووال

مردوں اور عورتوں کی مخلوط مجالس کی روک تھام: امام ابن قیم فرماتے ہیں کہ یہ چیز بھی حکومت کی ذمہ داری میں شامل ہے کہ وہ بازاروں، تنہائی کی جگہوں اور مردوں کے اٹھنے بیٹھنے کی جگہ میں عورتوں اور مردوں کے اختلاط کو ممنوع قرار دے۔ (۴۵) امام مالک فرماتے ہیں:

"میری رائے یہ ہے کہ حکومت کے کارندے ان کاریگروں کی نگرانی کریں جہاں عورتیں اپنے کسی کام کاج کے سلسلے میں آ کر بیٹھتی ہیں اور کسی کاریگر کے پاس کسی جوان عورت کو نہ بیٹھنے دیں البتہ میرے خیال میں بڑی عمر کی عورتیں وہاں بیٹھنے کی وجہ سے متہم نہیں ہو سکتیں اور نہ اس شخص کو متہم کیا جا سکتا ہے جس کے پاس وہ بیٹھتی ہیں۔ (۴۶)

اس کی وجہ یہ ہے کہ عورتوں اور مردوں کا اختلاط فتنہ و فساد کی جڑ ہے اور یہ اختلاط عذاب عام کا بھی اسی طرح سبب بنتا ہے جس طرح عوام و خواص کے امور کے فساد کا سبب بنتا ہے اور یہ مخلوط مجالس فواحش اور بدکاری کا ذریعہ بنتی ہیں۔ سو سد الذرائع کے طور پر ایسی مجالس پر پابندی ہونی چاہیے۔

مخلوط نظام تعلیم سے اجتناب: سد الذرائع کے طور پر مخلوط مجالس کی ایک خاص صورت مردوں اور خواتین کی مخلوط تعلیم پر بھی پابندی ہونی چاہیے کہ اس سے بہت سے خرابیاں لازم آتی ہیں۔

i۔ بے پردگی

ii۔ اجنبی مردوں سے آشنائی

iii۔ اجنبی مردوں سے بات چیت

iv۔ اجنبی مردوں کے ساتھ تنہائی کے مواقع

اس لئے حکومت اپنے وسائل کا استعمال کرتے ہوئے تمام بڑے شہروں میں الگ خواتین یونیورسٹیز کا انتظام کرے تاکہ یہ مسائل پیدا نہ ہوں۔

فحش اور ہیجان انگیز گانوں کی ممانعت: ریڈیو، ٹی وی پر پیش کیے جانے والے بہت سے گانے فحاشی پھیلانے اور ہیجان پیدا کرنے کا ذریعہ ہوتے ہیں اور اس کے نتیجے میں بہت سی برائیاں

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

جنم لیتی ہیں۔ڈاکٹر وہبہ زحیلی فرماتے ہیں:

"تحرم الاغانی المہیجۃ"(۴۷) (ہیجان پیدا کرنے والے گانے حرام ہیں)

ان فحش گانوں کی بجائے نعتیں، اچھی قوالیاں، ملی نغمیں، بہادری و شجاعت پر مشتمل نغمے اور اچھے مضامین پر مشتمل غزلیات ہونی چاہیں۔

فحش گانوں کے حوالے سے تعزیرات پاکستان دفعہ ۲۹۴ میں ہے:

a) Does any olsecene act in any public place, or

b) sings, recites or utters any obscene songs, ballad or words, in or near any public place, (48)

کوئی شخص ناشائستہ حرکت کسی عوامی جگہ پر کرتا ہے یا گاتا ہے یا کوئی فحش گانے، قصے، کہانیاں کسی عوامی جگہ یا اس کے قریب سناتا ہے۔

اس کی سزا تین ماہ قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں بھی دی جاسکتی ہیں۔اس قانون پر آج کل بالکل عمل نہیں ہورہا ہے۔اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس قانون کا عملی نفاذ ہو۔

بسنت اور شادی کے مواقع پر اذیت ناک فائرنگ پر پابندی: بسنت، شادی اور دیگر مواقعوں پر لوگ بہت زیادہ ہوائی فائرنگ کرتے ہیں۔اس بے تحاشا فائرنگ سے جہاں طلبہ، کمزوروں اور مریضوں کو تکلیف ہوتی ہے وہاں جانی اور مالی نقصانات کا ذریعہ بھی بنتی ہے جیسا کہ یہ بات آئے روز مشاہدات میں آتی رہتی ہے۔سو سدالذرائع کے طور پر ایسے مواقعوں پر اور بالخصوص بسنت پر فائرنگ پر عملاً پابندی ہونی چاہیے۔

پاکستان آرمز آرڈیننس ۱۹۶۵ دفعہ 11-B کے مطابق اجتماعات مذہبی و سیاسی تقاریب اور میلوں میں اسلحہ لے جانا اور اس کی نمائش ممنوع ہے اور پھر دفعہ ۱۴۴ کے مطابق متوقع خطرہ (Apprehended Danger) کے پیش نظر ایسے مواقعوں پر ہوائی فائرنگ پر پابندی لگائی جاسکتی ہے۔وفاقی حکومت کے خط مورخہ یکم مارچ ۲۰۰۰ء کے مطابق ۱۹۶۵ء کے قانون پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کا حکم دیا گیا ہے۔الیکٹرانک میڈیا پر حکومتی اعلان کے مطابق اس کا اطلاق بسنت اور شادی کی تقریبات پر بھی ہوگا۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ان قوانین پر سختی سے عمل کیا جائے۔

لاؤڈ سپیکر کے بے جا استعمال پر پابندی اور اس کا عملی نفاذ: سدالذرائع کے طور پر

فضل العالم علی العابد کفضل القمر علی سائر الکواکب (سنن ابو داود و ترمذی)

حکومت لاؤڈ سپیکر کے بے جا استعمال کی ممانعت کی ہے۔ لاؤڈ سپیکر اور امپلی فائر ایکٹ ۱۹۶۵ کے مطابق درج ذیل مقامات پر اس کے استعمال کی ممانعت ہے:

i۔ رہائشی اور عوامی جگہوں میں اس کا اس انداز سے استعمال جو لوگوں کیلئے تکلیف کا باعث ہو۔
ii۔ نماز کے اوقات میں عبادت گاہوں کے قریب، ہسپتال، تعلیمی اداروں اور عدالتوں کے گرد و نواح
iii۔ مسجد، مندر، گرجے یا دیگر عبادت گاہوں میں اتنی آواز میں لاؤڈ سپیکر چلانا کہ وہ بات باہر سنی جائے۔
iv۔ کسی پبلک اور پرائیویٹ جگہ میں فرقہ وارانہ اختلافی بحث اس انداز میں کرنا جو لوگوں کو پریشان کرنے کا سبب ہو اور باہر سنی جا سکتی ہو۔

ہاں اس میں استثنائی صورت کا بیان اس طرح ہے:

Nothing in this section shall be applicable to the use of loudspeakers or second amplifiers for the purpose of Azan, prayes, or of khutba delivered on fridays or at the time of Eid prayeres in a moderate tone. (49)

یہ سیکشن اذان، نماز یا جمعہ کے روز دیے جانے والے خطبے یا عید کی نمازوں کے دوران مناسب آواز کے ساتھ لاؤڈ سپیکر یا چھوٹے امپلی فائر (میگافون) کے استعمال پر لاگو نہیں ہوگا۔

پھر اس کی خلاف ورزی پر ایک ماہ تک قید یا دو سو روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔

یہ بات قابل توجہ ہے کہ اس استثنائی صورت میں بھی Moderate Tone (مناسب آواز) کے ساتھ مشروط اجازت ہے۔

اگرچہ اس کا استعمال فی نفسہ جائز ہے مگر اس سے طلبہ کی پڑھائی بھی متاثر ہوتی ہے، مریضوں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور تلاوت قرآن مجید و دیگر عبادات میں مشغول لوگوں کو بھی دشواری ہوتی ہے۔ اسی طرح آرام کرنے والے لوگوں کے آرام میں بھی خلل واقع ہوتا ہے۔ لہذا لاؤڈ سپیکر کا استعمال مذہبی و غیر مذہبی تقریبات میں ضرورت کے مطابق ہونا چاہیے اور اس کے استعمال کا بنیادی مقصد شریک مجلس لوگوں تک آواز پہنچانا ہونا چاہیے۔

ہمارے ہاں دفعہ ۱۴۴ کے تحت بھی کئی بار اس کے بے جا استعمال پر پابندی لگائی گئی مگر اس پر عمل کم ہی ہوا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس حوالے سے مستقل قانون کا عملی نفاذ کیا جائے۔

ایک عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے کہ چاند کی فضیلت دوسرے تمام ستاروں پر (سنن ابو داؤد و ترمذی)

مغربی تہذیب کو اپنانے سے احتراز:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من تشبہ بقوم فہو منہم" (۵۰) جس نے کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں سے ہوگا۔

سو سد الذرائع کے طور پر ان سے ظاہری مشابہت سے منع فرمایا کہ یہ باطنی مشابہت کا ذریعہ بنتی ہے۔ ہمارے حکمرانوں کو بھی اسلامی روایات کو اپنانا چاہیے۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں اس کی ترویج ہونی چاہیے اور اس کی صورت یہی ہے کہ الیکٹرانک میڈیا پر کام کرنے والے لوگ اسلامی اور ملکی تہذیب و ثقافت کو اپنائیں تاکہ لوگ بھی لباس اور انداز معاشرت میں اس تہذیب کو اپنائیں۔

اس سے لوگوں میں اپنی تہذیب و ثقافت کو اپنانے میں فخر محسوس ہوگا اور وہ فحاشی و عریانی کے پروگراموں کو اپنی ثقافت قرار نہیں دیں گے اور نہ ہی مغربی تہذیب کی اقتداء کی کوشش کریں گے۔

iv۔ قصاص و تعزیرات کے حوالے سے استفادہ

عصر حاضر میں قصاص و تعزیرات کے باب میں بھی سد الذرائع کے اصول سے استفادہ ممکن ہے۔ اس حوالے سے بعض امور حسب ذیل ہیں:

ایک آدمی کی جان اور اعضاء کے قصاص میں جماعت سے بھی قصاص

صحابہ کرامؓ اور فقہاء کے فیصلے کے مطابق ایک آدمی کے قتل میں ایک جماعت کو قتل کیا جا سکتا ہے حالانکہ اصول قصاص مساوات کا تقاضا کرتا ہے مگر کسی خون کے رائیگاں کرنے کی بجائے سد الذرائع کے طور پر جماعت کو قصاصاً قتل کا حکم دیا گیا۔ (۵۱) کہ اس سے زیادہ زجر و توبیخ ہوگی جو کہ قصاص کا مطلوب و مقصود ہے۔ اسی پر قیاس کرتے ہوئے اگر چند آدمی مل کر کسی آدمی کا کوئی عضو ضائع کر دیتے ہیں تو بدلے کے طور پر ان ساروں کا وہ عضو ضائع کیا جائے گا تاکہ آئندہ جرم کے لئے اجتماعی صورت اختیار نہ کی جائے۔ تعزیرات پاکستان دفعہ ۳۰۲ میں ہے:

when a criminal act is done by several persons, in furtherance of the common intention of all, each of such persons is liable for that act in the same manner as if it were done by him alone.(52)

☆☆☆ میں نے امام شافعی سے زیادہ کسی کو عقل والا نہیں پایا (ابو عبید) ☆☆☆

جب کئی افراد سے کوئی جرم سرزد ہو اور وہ مشترکہ ارادہ میں شامل ہوں تو ان میں سے ہر ایک آدمی اس جرم پر ایسی سزا کے لائق ہیں جیسے ایک آدمی کے کرنے پر ہوتی۔

منصوبہ بندی کے ساتھ حلالہ پر تعزیری سزا

رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے والے اور جس کیلئے حلالہ کیا گیا (دونوں) پر لعنت بھیجی ہے (۵۳) اور حضرت عمر فاروقؓ نے ایسے آدمیوں کو رجم کی سزا دینے کا عزم کیا (۵۴) گویا فاروق اعظمؓ نے منصوبہ بندی کے ساتھ حلالہ کو زنا اور بدکاری شمار کیا اور اس پر سزا کا اعلان فرمایا تاکہ لوگ احکام شریعت کو مذاق نہ سمجھیں۔

عصر حاضر میں بھی اس سے استفادہ کرتے ہوئے قانون سازی ہونی چاہیے تاکہ برائی کے ان ذریعوں کا سدباب کر دیا جائے اور اس کی خلاف ورزی پر سخت تعزیری سزا مقرر ہونی چاہیے۔

شروط کے بغیر نکاح متعہ کا سہارا لینے پر بھی سزا: آج کل پاکستان جیسے اسلامی ملک میں طوائفیں بدکاری کے اڈے چلاتی ہیں اور ایک خاص مکتب فکر سے اپنا تعلق ظاہر کر کے اس کی اجازت مانگتی ہیں۔ حکومت کو ایسے حالات میں نکاح متعہ کے بارے میں مختلف مکاتب فکر کے غیر جانبدار علماء کے بورڈ سے فیصلہ کرانا چاہیے کہ یہ حکم منسوخ ہے تو اس پر بالکل عمل نہ کیا جائے جیسا کہ اہل سنت کی کتب میں ہے کہ حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں:

"ان رسول اللہ ﷺ نھی عن متعة النساء" (۵۵) (بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے متعہ کرنے سے منع فرما دیا)

اسی طرح حضرت ابو سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر تین دن متعہ کی اجازت دی تھی اور پھر فرمایا اب اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کیلئے اس کو حرام قرار دیا ہے (۵۶) فقہ جعفریہ کی مشہور کتاب الاستبصار میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ:

"حرم رسول اللہ ﷺ لحوم الحمر الاھلیة و نکاح المتعة" (۵۷) (رسول اللہ ﷺ نے پالتوں گدھوں اور نکاح متعہ کو حرام فرما دیا۔)

اس کے باوجود اگر جعفریہ کے ہاں دیگر روایات کے پیش نظر اس کے جواز کا عقیدہ ہے تو پھر بھی اس کی حدود و قیود کا تعین ضروری ہے تاکہ اس کا غلط استعمال نہ ہو۔

i۔ اس کا اطلاق کون سے مجبوری والے حالات میں ہوتا ہے؟ اس کا باقاعدہ تعین کیا جائے

اور عمومی حالات میں ناجائز ہو۔

ii۔ جواز کی صورت میں بھی درج ذیل شروط کو ترجیح دیتے ہوئے ان کو پورا کیا جائے۔

☆ اس کیلئے مہر اور وقت کا تعین کرنا (۵۸)

☆ اس عورت کا عدت گزارنا جو کہ حضرت ابو جعفر (امام باقر) کے ہاں ۴۵ دن ہے (۵۹)

☆ بچہ ہونے کی صورت میں حق وراثت جاری ہونا جیسا کہ محمدن لاء میں شیعہ لاز کے تحت تذکرہ ہے:

But children conceived while it exists are legitimate and capable of inheriting from both parents.(60)

مگر اس دوران ہونے والے بچے جائز تصور ہوں گے اور وہ والدین سے وراثت کے حق دار ہونگے۔

☆ فاجرہ عورت سے متعہ نہیں کرنا چاہیے جیسا کہ حضرت ابو الحسن علی علیہ السلام نے فرمایا:

"اذا كانت مشهورة بالزنا فلا يتمتع منها ولا ينكحها" (۶۱)

(جب وہ زنا کے حوالے سے مشہور ہو تو نہ اس سے متعہ کرے اور نہ نکاح)

ان مذکورہ بالا شروط کو پورا کرنے کیلئے باقاعدہ نکاح کی طرح حکومتی اندارج ضروری ہے تاکہ نسب اور وراثت کا تعین ہو سکے۔ ان شروط کی روشنی میں بازار حسن میں اس کے استعمال کا کوئی جواز نہیں رہتا کیونکہ بغیر کسی قید کے اس کا جواز زناکاری کا دوسرا نام ہے۔ اس لئے سد الذرائع کے طور پر شروط کے بغیر نکاح متعہ پر پابندی ہونی چاہیے تاکہ رضامندی کے ساتھ زناکاری کا مستقل جواز پیدا نہ ہو جائے۔

۷۔ قانون شکنی سے بچنے کیلئے سد الذرائع سے استفادہ

قانون شکنی سے بچنے کے حوالے سے عصر حاضر میں سد الذرائع کے اصول سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ اس حوالے سے سد الذرائع کے اصول کا عملی اطلاق انتہائی اہمیت اختیار کر جاتا ہے اس ضمن میں چند اہم امور قابل توجہ ہیں:

<u>غیر مساویانہ تقسیم دولت پر پابندی</u>: ہمارے ہاں زندگی میں آدمی کو اپنی جائیداد اولاد میں تقسیم کرنے کی اجازت ہے اس پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ بسا اوقات اولاد میں کسی کو کم اور کسی کو زیادہ اور بعض کو بالکل محروم کر دیا جاتا ہے جیسے خواتین کو عام طور پر محروم کر دینے کا رواج ہے۔ اپنی زندگی میں ہی تقسیم دولت کے معمول سے قانون میراث بالکل بے اثر ہو جاتا ہے۔ اس

سے اولاد کے مابین رنجشیں بھی پیدا ہوتی ہیں۔اس لئے اس تقسیم دولت پر پابندی ہونی چاہیے ہاں اگر کوئی غیر معمولی حالات ہوں تو دیگر ورثاء کی رضامندی سے کسی خصوصی استحقاق رکھنے والے جیسے معذور، طالب علم کو زندگی میں بھی جائیداد دینے کی اجازت ہونی چاہیے مگر یہ معاملہ استثنائی ہو اور ساری اولاد کی رضامندی کے ثبوت کے ساتھ عدلیہ سے اس کی اجازت ملنی چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت نعمان بن بشیر کو اپنی اولاد کے مابین غیر مساویانہ تقسیم پر فرمایا تھا کہ میں ظلم وزیادتی پر گواہ نہیں بن سکتا۔(۶۲)اس لئے قانون میراث کے تحفظ اور بعض اولاد کو ظلم وزیادتی اور اس سے ان کو باہمی بغض وکینہ سے نجات دلانے کیلئے سد الذرائع پر عمل کرتے ہوئے زندگی میں غیر مساویانہ تقسیم دولت کی پابندی ضروری ہے۔

ٹیکسز کے نظام کو ناکامی سے بچانے کیلئے زندگی میں جائیداد کی منتقلی کی ممانعت

اسلامی حکومت کے تحت رہنے والے باشندوں پر زکوٰۃ کے علاوہ دیگر ٹیکسز بھی لگائے جاتے ہیں جیسے زرعی ٹیکس، پراپرٹی ٹیکس، انکم ٹیکس وغیرہ مگر لوگ ان ٹیکسز سے بچنے کیلئے اپنی جائیداد کو اپنی زندگی میں ہی اپنی اولاد میں تقسیم کر دیتے ہیں جیسے حکومت نے ساڑھے بارہ ایکڑ زمین پر زرعی ٹیکس لگایا مگر زمیندار نے اگلے ہی روز اپنی سولہ ایکڑ زمین کو اپنے دونوں بیٹوں کے مابین آٹھ آٹھ ایکڑ میں تقسیم کر دیا اور زرعی ٹیکس سے بچ گیا۔یوں کسی اسلامی حکومت کا مالیاتی ڈھانچہ متاثر ہوتا ہے اور ٹیکس کا نظام ناکام ہو جاتا ہے۔اس لئے حکومت انسان پر اپنی زندگی میں مساویانہ تقسیم کے باوجود اس امر جائز پر پابندی لگا سکتی ہے اور بعض اوقات زندگی میں تقسیم کار کے وقت غیر مساویانہ سلوک بھی کیا جاتا ہے جو کہ ویسے بھی درست نہیں ہے۔زندگی میں تقسیم پر پابندی کے نتیجے میں وفات کے بعد اسلامی قانون کے مطابق وراثت تقسیم ہو جائے گی۔اس پابندی کی بنیاد یہ حدیث پاک ہے:

"ولا یجمع بین متفرق ولا یفرق بین مجتمع خشیۃ الصدقۃ"(۶۳) اور صدقے سے بچنے کیلئے متفرق چیزوں کو جمع نہ کیا جائے اور اکٹھی چیزوں کو جدا نہ کیا جائے۔

اسی پر قیاس کرتے ہوئے ٹیکسز سے بچنے کیلئے بھی جائیداد کو تقسیم کرنا درست نہیں ہے۔

زکوٰۃ کی عدم ادائیگی کیلئے ڈیکلریشن دینے اور مختلف حیلے اختیار کرنے کی ممانعت

آج کل بہت سے لوگ بنک میں ڈیکلریشن دیتے ہیں کہ ان کا تعلق فلاں گروہ سے ہے تاکہ وہ زکوٰۃ سے بچ سکیں۔اسی طرح زکوٰۃ سے بچنے کیلئے دیگر حیلوں کو بھی اختیار کرتے ہیں۔جیسے

بعض اوقات زکواۃ کی کٹوتی کے دنوں سے پہلے پیسے نکلوا لیے جاتے ہیں۔ اور پھر ہمارے ہاں زکوٰۃ کی کٹوتی کا کوئی لازمی نظام نہیں ہے۔ جو اپنی مرضی سے بینک میں پیسے رکھے اس کے پیسے کاٹے جاتے ہیں وگرنہ کوئی زکوٰۃ دے یا نہ دے، حکومت کو اس سے کوئی سروکار نہیں۔ حالانکہ قرآن پاک میں میں "والعاملین علیھا" (۶۴) کے بیان کے مطابق یہ حکومت کی ذمہ داری ہے جیساکہ عہد رسالت مآب ﷺ اور خلافت راشدہ کے ادوار میں بھی عاملین باقاعدہ زکوٰۃ وصول کرتے تھے۔

حدیث پاک کے مطابق زکوٰۃ سے بچنے کیلئے متفرق مال کو اکٹھا کرنے اور اکٹھے مال کو جداجدا کرنے سے منع کیا گیا ہے (۶۵) سو زکوٰۃ سے راہ فرار اختیار کرنے کے صورتوں سے منع فرمادیا گیا کیونکہ ان کی اجازت کی صورت میں اسلام کے ایک اہم رکن سے گریز کرنے کا رجحان پروان چڑھ سکتا ہے۔ صدیق اکبرؓ نے اپنے عہد میں زکواۃ ادا نہ کرنے والوں کے خلاف اعلان جہاد کرتے ہوئے فرمایا کہ جب تک عہد رسالت مآب ﷺ میں بکری کی ایک رسی (حقیر رقم) بھی زکواۃ کے طور پر دینے والے شخص نے زکواۃ دینے سے انکار کیا تو میں اس کے خلاف بھی جہاد کروں گا کیونکہ ایسی رعایت دینے کی صورت میں غلط رجحان پیدا ہوگا اور لوگ دیگر ارکان اسلام کے بارے میں بھی رعایت مانگیں گے۔

عدالتوں میں لو میرج کی ممانعت: آج کل بعض خواتین اپنے خاندان اور والدین کو درمیان میں لائے بغیر مردوں سے آشنائی پیدا کر کے نکاح کروانے کیلئے عدالت میں پہنچ جاتی ہیں۔ ایسے نکاحوں کی اجازت نہیں ہونی چاہیے کیونکہ یہ صورت صرف اس وقت ہی ممکن ہوتی ہے جب کہ نکاح سے پہلے ان کی باہم آشنائی ہو اور قرآن حکیم نے اس کی ممانعت کی ہے۔ ایک مقام پر "ولا متخذات اخدان" (۶۶) فرما کر عورتوں کو ایک اور مقام پر "ولا متخذی اخدان" (۶۷) فرما کر مردوں کو آشنائی سے منع کیا۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی کہ ولی کے بغیر نکاح جائز نہیں (۶۸) کا تقاضا بھی پورا کرنا چاہیے اور والدین کی پسند ناپسند اور مرتبے کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرنا چاہیے اور والدین کو بھی چاہیے کہ وہ بیٹے اور بیٹی سے ان کی رائے پوچھیں اور ان پر محض اپنی رائے مسلط نہ کریں تاکہ اس افراط و تفریط کا غلط نتیجہ لو میرج کی شکل میں نہ نکلے۔

سو شریعت کا مقصد یہ ہے کہ والدین کی رضامندی، لڑکے اور لڑکی کی رضامندی، گواہ، ولیمہ، اعلانیہ نکاح اور اس کا دف وغیرہ سے باقاعدہ اعلان ہو۔ اس پورے نظام سے انحراف

☆ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۶۴ ہجری اور سن وصال ۲۴۱ ہجری ہے ☆

کے حالات پیدا نہیں کرنے چاہیے اور نہ ہی لو میرج والا نکاح درست قرار پانا چاہیے۔

اگر اس طرح کے نکاحوں کو جائز قرار دیا جائے تو اس سے اجنبی مردوں اور عورتوں کے مابین شناسائی اور اس کے نتیجے میں مختلف مسائل معاشرے میں بہت سی برائیوں کا پیش خیمہ ہو سکتے ہیں۔

رشوت کے خاتمے کیلئے جج کے تقرر کے وقت خاص شروط کا لحاظ

رشوت کے خاتمے کیلئے جج کے تقرر کے وقت چند ایک اہم امور کا لحاظ رکھنا انتہائی ضروری ہے جیسا کہ عہد فاروقی میں عدلیہ کو رشوت سے بچانے کیلئے باقاعدہ اہتمام کیا گیا' وہ امور درج ذیل ہیں:

i۔ زیادہ تنخواہیں مقرر کرنا۔

ii۔ قاضی کا دولت مند اور معزز ہونا۔

iii۔ تجارت کی ممانعت۔(۶۹)

آج کے دور میں جج کو رشوت سے بچانے کیلئے سد الذرائع کے طور پر ان اقدامات سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ عصر حاضر میں ان تین شروط کے ساتھ اگر کسی کو جج متعین کیا جائے تو موجودہ کرپشن سے کافی حد تک نجات حاصل ہو سکتی ہے اور عدلیہ کو رشوت کے ذرائع سے محفوظ رکھنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ اگر یہاں رشوت ہو تو پھر کسی اور شعبے سے رشوت کو ختم کرنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔

رشوت کے سدباب کیلئے جج اور دیگر آفیسرز کو تحائف لینے کی ممانعت

عہد رسالت مآب ﷺ میں بھی عمال کیلئے تحائف لینے کی ممانعت تھی(۷۰) پھر عہد فاروقی میں بھی اس پر باقاعدہ عمل کیا گیا وہ اس طرح کی تحائف والے سامان کو بیت المال میں داخل کروا دیا گیا(۷۱) تعزیرات پاکستان دفعہ ۱۶۱ میں ہے۔

whoever being or expecting to be public servent , accepts or obtains, or agrees to accept, or attempts to obtain from any person, for himself or for any other person, any gratification whatever, other than legal remuneration, as a motive or reward for doing or forbearing to do any official act or for showing or forbearing to show, in the exer-

☆ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

cise of his official functions, favour or disfavour to any person or for rendering or attempting to render any service or disservice to any person, with the central or any provincial Government or Legislature, or with any public servant, as such, shall be punished with imprisonment of either description for a term which may extend to three years, or with fine, or with both.(72)

اگر کوئی سرکاری ملازم یا متوقع سرکاری ملازم اپنے لیے یا کسی دوسرے کیلئے قانونی معاوضہ کے علاوہ کسی بھی قسم کا کوئی معاوضہ قبول کرتا ہے یا حاصل کرتا ہے یا قبول کرنے پر رضامندی ظاہر کرتا ہے یا اپنے لئے یا کسی اور کیلئے کسی بھی قسم کا معاوضہ کسی بھی شخص سے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے جس کا مقصد سرکاری کام کرنا یا کرنے سے منع کرنا ہو یا سرکاری فرائض کی انجام دہی میں کسی شخص کیلئے حمایت یا مخالفت ظاہر کرنا یا کسی مرکزی یا صوبائی حکومت یا مقننہ کا ملازم یا کسی بھی طرح کے ملازم کا کسی شخص کیلئے خدمت انجام دینا یا انجام دینے کی کوشش کرنا یا اس کے برعکس۔ تو ایسے شخص کو تین سال تک قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

عدلیہ کے ذمہ داران اور دیگر اعلیٰ آفیسرز کو اپنے ان خاص عزیزو اقارب 'جن کے ساتھ تحائف کا تبادلہ اس عہدے پر فائز ہونے سے پہلے جاری تھا' کے علاوہ تحائف لینے پر عملی پابندی لگائی جائے۔ ان ججز اور آفیسرز کو ان کے بیٹوں کی ولادت' سالگرہ اور شادیوں کے نام پر بیش قیمت تحائف دے جاتے ہیں۔ وہ کبھی پلاٹس کی شکل میں ہوتے ہیں کبھی سواری کی شکل میں اور کبھی قریبی لوگوں کی ملازمت کی صورت میں۔ یہ تحائف رشوت کا دوسرا نام ہیں۔ اس کی سختی کے ساتھ بیخ کنی ہونی چاہیے اور جائیداد کی شکل میں حاصل ہونیوالے تحائف کو بیت المال میں شامل کر دیا جائے۔ یہاں زیادہ اس لئے بھی ضرورت ہے کہ یہاں رشوت سے صرف قانون ہی نہیں بلکہ قانون کی تشریح کرنے والا اور قانون کے مطابق فیصلے کرنے والا ادارہ عدالیہ تباہ ہو کر رہ جاتا ہے۔

رشوت کے سدباب کیلئے پولیس آفیسرز کیلئے بھی خصوصی اقدامات کی ضرورت

عدلیہ کی طرح پولیس آفیسرز کی بھرتی کیلئے اور دوران سروس خاص شروط کا لحاظ

کرنا ضروری ہے:

i۔ ان کی تنخواہیں معقول ہوں۔

ii۔ ان کا دولت منداور معزز گھرانوں سے تعلق ہو۔

iii۔ ان کو عام تجارت کی اجازت نہ ہو۔

iv۔ ان کیلئے تحائف کی پابندی ہو۔

ہمارے ہاں قتل جیسے جرم میں اے ایس آئی اور ایس ایچ اول تفتیشی آفیسر ہوتا ہے جس کی تنخواہ میں اہل وعیال تو درکنار اس کا اپنا گزارہ بھی مشکل ہو ان حالات میں اس سے عدل وانصاف کی امید رکھنا بے سود ہے۔

یہ محکمہ پولیس قانون نافذ کرنے والا ادارہ ہے۔ عدلیہ کی طرح اس کو بھی کرپشن سے پاک کرنا انتہائی ضروری ہے۔ سدالذرائع کے طور پر عصر حاضر میں پولیس کو رشوت سے محفوظ رکھنے کیلئے بنیادی چیز یہی ہے کہ ان کی تنخواہ معقول ہو تاکہ ان کو بالائی رقم کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو اور اس کے بعد رشوت لینے پر انہیں انتہائی سخت سزا دی جائے اور اس سزا کا سلسلہ اوپر سے شروع ہو اور پھر رشوت کے بالکلیہ سدباب کیلئے ہر قسم کے ہدایا اور تحائف لینے کی بھی عملی ممانعت ہونی چاہیے جیسا کہ مذکورہ بالا تعزیرات پاکستان دفعہ ۱۶۱ میں موجود ہے۔

vi۔ دہشت گردی کے خاتمے کے حوالے سے استفادہ

عصر حاضر میں دہشت گردی کے خاتمے کے حوالے سے سدالذرائع کے طور پر اقدامات انتہائی اہمیت کے حامل ہیں ان اقدامات کا تذکرہ حسب ذیل ہے:

غنڈہ گردی کو رواج دینے والے ہتھیاروں کو لے کر چلنے کی ممانعت

عصر حاضر میں دہشت گردی اور فتنہ وفساد سے بچنے کیلئے پیشگی قدم اٹھاتے ہوئے عملی طور پر غنڈہ گردی کو رواج دینے والے ہتھیاروں کو لے کر چلنے کی عملی ممانعت ہونی چاہیے۔ اس حوالے سے حدیث پاک بھی ہماری رہنمائی کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی ہماری مسجد یا ہمارے بازار سے گزرے اور اس کے پاس تیر ہو تو اس کے پیکان کو تھام لے تاکہ کسی مسلمان کو خراش نہ آئے (۷۳)

پاکستان آرمز آرڈیننس ۱۹۶۵ میں ہے:

No person shall go armed with any arms except

under a licence(74)

کوئی آدمی لائسنس کے علاوہ کسی اسلحہ کے ساتھ مسلح ہو کر نہیں جا سکتا۔

اس آرڈیننس کی شق 11-B کا عنوان اس طرح ہے۔

Prohibtion of keeping, carrying or displaying arms.(75)

اسلحہ رکھنا' لے جانا یا اس کی نمائش کی ممانعت

اس کے مطابق درج ذیل مقامات پر نمائش اسلحہ کی ممانعت ہے :

i۔ تعلیمی اداروں کی عمارات' ہوٹلز' رہائشی مکانات۔

ii۔ میلے' اجتماعات' مذہبی' سیاسی تقاریب' مذہبی و مسلکی اجتماعات' عدالتوں کی عمارات۔

۱۹۶۵ء کے اس قانون کے مطابق نمائش اسلحہ پر سات سال قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔ سد الذرائع پر مبنی اس قانون پر سختی سے عمل کی ضرورت ہے' جیسا کہ حکومت نے یکم مارچ ۲۰۰۰ء سے اس پر عمل درآمد کا اعادہ بھی کیا ہے۔

دہشت گردی کے دور میں اسلحہ کی خرید و فروخت پر پابندی

آج کے پر فتن اور دہشت گردی میں سد الذرائع کے طور پر اسلحہ کی خرید و فروخت پر مکمل پابندی لگا دینی چاہیے تاکہ دہشت گردی کے اس اہم ذریعہ کو ختم کر دیا جائے تاکہ ایسی صورت حال میں دہشت گردوں سے اسلحہ لینا بھی ضروری ہے۔ اس ضمن میں فرمان رسول ﷺ بھی ہماری رہنمائی کرتا ہے :

"نهى رسول الله ﷺ عن بيع السلاح في الفتنة"(۷۶)	رسول اللہ ﷺ نے فتنہ کی دور میں اسلحہ کی خرید و فروخت سے منع فرمایا۔

عصر حاضر میں دہشت گردی کے خاتمے کیلئے اس اصول سے استفادہ کرتے ہوئے اسلحہ کی فروخت پر مکمل پابندی ضروری ہے۔ پاکستان آرمز آرڈیننس ۱۹۶۵ء میں ہے :

* Unlicensed sale and repair prohibited. (77)

بغیر لائسنس کے اسلحہ کی خرید و فروخت اور مرمت ممنوع ہے۔ اس قانون پر سختی سے عمل درآمد کی ضرورت ہے بلکہ سب غیر قانونی اور قانونی اسلحہ واپس لینے کے بعد ہر قسم کے اسلحہ کی خرید و فروخت پر پابندی کی ضرورت ہے۔

دہشت گردی کے دورِ عروج میں اسلحہ سازی پر پابندی

دہشت گردی کے دور میں اسلحہ کی خرید و فروخت کی ممانعت تو نص سے ثابت ہے مگر سد الذرائع کے اصول کے پیش نظر دہشت گردی کے عروج کے دور میں حکومت کو اسلحہ سازی پر بھی پابندی لگانی چاہیے تاکہ دہشت گردی کو جڑ سے ختم کیا جا سکے۔ ہاں فوج اور دیگر انتظامی اداروں کیلئے اسلحہ سازی ضرورت کے پیش نظر اس پابندی سے مستثنی ہو گی۔

دہشت گردی کا خاتمہ اور ڈبل سواری پر پابندی

۱۹۹۷ء میں پاکستان میں دہشت گردی کی عام وارداتیں موٹر سائیکل سواروں نے کیں۔ حکومت نے سد الذرائع کے طور پر موٹر سائیکل پر ڈبل سواری کی پابندی لگا دی۔ ہمارے خیال میں حکومت کے اس اقدام کے باوجود بعض اوقات موٹر سائیکل سواروں اور بعض اوقات کاروں پر بھی دہشت گردی کی وارداتیں ہوئیں۔ اگرچہ اس میں تھوڑی کمی ہوئی مگر عام لوگوں کو سواری کے اعتبار سے بہت سی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا اور پھر محکمہ پولیس کی اس حوالے سے رشوت ستانی کی وجہ سے شریف شہریوں کی دشواریوں میں اور اضافہ ہوا۔

اس کی بجائے بہتر یہ ہوتا کہ غیر قانونی اسلحہ آہنی ہاتھوں سے واپس لیا جاتا اور اسلحہ کی خرید و فروخت بالکل ختم کر دی جاتی۔ یہ عمل ڈبل سواری پر پابندی کی نسبت زیادہ مؤثر ہوتا جیسے اس حوالے سے ابھی بیان ہوا اور پھر ڈبل سواری جیسے اقدامات چند دنوں کیلئے ہنگامی حالات کے طور پر ہوں تو اتنے حرج والی بات نہیں مگر سالہا سال ایسی پابندی کا کوئی جواز نہ تھا۔

متوقع خطرات سے بچنے کیلئے ہنگامی اقدامات

کتاب و سنت کی نصوص اور دیگر دلائل سے جب سد الذرائع کے طور پر بعض اوقات مستقل اقدامات کی اجازت ہے تو متوقع خطرات سے بچنے کیلئے ہنگامی اقدامات کا بدرجہ اولی ثبوت ملتا ہے۔ علاوہ ازیں ہنگامی اقدامات کی باقاعدہ امثلہ بھی موجود ہیں۔

پاکستان کے قوانین میں دفعہ ۱۴۴ بھی انہی متوقع خطرات سے بچنے اور اس کے لئے ہنگامی اقدامات کرنے سے عبارت ہے۔ دفعہ ۱۴۴ کو جس باب کے تحت ذکر کیا گیا ہے اس کے الفاظ اس طرح ہیں:

Temporary orders in urgent cases of nuisance or apprehended danger(78)

ہنگامی تکلیف دہ امور یا متوقع خطرہ میں عارضی احکامات

☆☆☆ میں نے امام شافعی سے زیادہ کسی کو عقل والا نہیں پایا (ابو عبید) ☆☆☆

اس دفعہ کے اختیار کے حوالے سے یہ الفاظ ہیں :

The key-note of the power in section 144 is to free the society from nuisance of serious disturbances of a grave character and the section is directed against those who attempt to prevent the exercise of legal rights by others or imperil the public safety and health.(79)

سیکشن ۱۴۴ کے اختیار کا بنیادی نکتہ سنگین کردار کی شدید گڑبڑ کے خطرے سے معاشرے کو محفوظ کرنا ہے اور یہ سیکشن دوسروں کے قانونی حقوق کے عمل کو روکنے کی کوشش کرنے یا عوامی تحفظ اور صحت کو خطرے میں ڈالنے والوں کے خلاف راست اقدام کرتا ہے۔

سو سد الذرائع کے طور پر متوقع خطرات سے بچنے کیلئے دفعہ ۱۴۴ کے تحت ہنگامی اقدامات کیے جا سکتے ہیں۔

نتائج بحث

اس مقالہ کی روشنی میں جو اہم نتائج سامنے آئے ہیں ان کا تذکرہ حسب ذیل ہے :

۱۔ سد الذرائع کا دائرہ کار اعتقادات' عبادات' مناکحات' تعزیرات' مالیات اور اخلاقیات کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے۔

۲۔ عصر حاضر میں زکوٰۃ' میراث' زرعی ٹیکس' انکم ٹیکس' ویلتھ ٹیکس وغیرہ کے حوالے سے قانون شکنی سے بچنے کیلئے سد الذرائع کے ضابطے کا اعتبار کرتے ہوئے زندگی میں تقسیم جائیداد کو ممنوع قرار دینا۔

۳۔ رشوت کے خاتمے کیلئے جج اور دیگر انتظامی آفیسرز کی تنخواہوں میں معقول اضافہ کیا جائے اور ان کو تجارت اور ہر قسم کے تحائف قبول کرنے اور حکمران طبقے سے تعلقات استوار کرنے سے عملاً منع کیا جائے تاکہ رشوت کے ذرائع کا خاتمہ ہو سکے۔

۴۔ بدکاری سے مکمل اجتناب اور مغربی تہذیب سے بچنے کیلئے الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا سے عریانی و فحاشی کی جملہ صورتوں کا عملی خاتمہ ضروری ہے۔ اس حوالے سے سد الذرائع کا استعمال معاشرے سے برائیوں کے خاتمے میں بڑا معاون اور

ایک صالح معاشرے کی تشکیل کیلئے لازمی ہے۔

۵۔ بہت سے اخلاقی ضابطوں کو قانونی شکل دینی چاہیے تاکہ ہم بحیثیت قوم ان اقدار پر عمل کر سکیں، جیسے امام احمد بن حنبل کے مطابق کسی کے کھانہ نہ دینے پر اگر کوئی بھوک سے مر جائے تو اس پر دیت لازم ہوگی۔

۶۔ مذہبی منافرت اور فرقہ وارانہ تشدد کو ختم کرنے کیلئے سد الذرائع کی بنا پر کئی قوانین بنانے کی ضرورت ہے۔ نیز اس حوالے سے پہلے سے موجود قوانین پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کی بھی ضرورت ہے۔

۷۔ موجودہ دور میں دہشت گردی کو ختم کرنے کیلئے دہشت گردوں سے اسلحہ واپس لیکر بغیر لائسنس اسلحہ کی خرید و فروخت پر پابندی اور غنڈہ گرد عناصر کے سر عام اسلحہ کی نمائش کی عملاً ممانعت ہونی چاہیے۔ اس کے مقابلے میں طویل عرصے تک موٹر سائیکل پر ڈبل سواری کی پابندی جیسے اقدامات درست نہیں ہیں۔ ہاں وقتی اور ہنگامی حالات میں تھوڑی مدت کیلئے ایسی پابندی لگائی جا سکتی ہے مگر طویل پابندی میں تکالیف اور مسائل زیادہ اور فوائد کم ہیں۔ اس لئے یہ پابندی سد الذرائع کے اصول سے متصادم ہے۔

۸۔ اس مصدر سے مستقل احکامات کے ساتھ ساتھ عارضی اور ہنگامی احکامات بھی ثابت ہوتے ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ملکی سطح پر سد الذرائع سے استفادہ کرتے ہوئے پاکستان کے باشندوں کو دہشت گردی، ظلم و جارحیت اور قانون شکنی کے رجحانات سے محفوظ رکھا جائے۔

حوالہ جات

۴۵۔ الطرق الحکمیہ: ۲۵۸

۴۶۔ ایضاً

۴۷۔ وہبہ زحیلی، الدکتور، الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۳: ۵۷۵، دار الفکر، بیروت، لبنان ۱۴۰۵ھ

۴۸۔ The Pakistan Penal Code : 257

۴۹۔ Local and Special Laws (The Minor Acts) :278-79

۵۰۔ ابو داؤد، کتاب اللباس، ۲: ۲۰۳

۵۱۔ ابن قیم، اعلام الموقعین، ۳: ۱۵۵، مطبع السعادۃ، مصر، ۱۳۷۴ھ،

ایک عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے کہ چاند کی فضیلت دوسرے تمام ستاروں پر (سنن ابو داود و ترمذی)

۵۲۔ The Minor Acts:6

۵۳۔ الترمذی' ابواب النکاح' ۱ : ۲۱۳

۵۴۔ اعلام الموقعین' ۳ : ۱۵۸

۵۵۔ البخاری' ۲ : ۶۰۶

۵۶۔ مسلم' ۱ : ۴۵۱

۵۷۔ الاستبصار' ۳ : ۱۴۲

۵۸۔ الکلینی' ابو جعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق ۳۲۹ھ' الفروع من الکافی' ۵ : ۴۵۵' دار الکتب الاسلامیۃ' تہران' ۱۳۴۲ھ

۵۹۔ القمی' محمد بن علی ۳۸۱ھ' من لا یحضرہ الفقیہ' دار الکتب الاسلامیہ' تہران' ۳ : ۲۹۶

۶۰۔ Muhammadan Law : 345

۶۱۔ الاستبصار' ۳۔ ۱۴۳

۶۲۔ مسلم' ۲ : ۴۷

۶۳۔ البخاری' ۲ : ۱۰۲۹

۶۴۔ التوبہ' ۹ : ۶۰

۶۵۔ البخاری' ۱ : ۱۹۵

۶۶۔ النساء' ۴ : ۲۵

۶۷۔ المائدہ' ۵ : ۵

۶۸۔ الترمذی' ابواب النکاح' ۱ : ۲۰۸

۶۹۔ شبلی نعمانی' الفاروق' ۲۲۳۔ ۲۲۴' مکتبہ رحمانیہ' اردو بازار' لاہور

۷۰۔ البخاری' ۲ : ۱۰۳۳

۷۱۔ السرخسی' ابو بکر محمد بن احمد ۴۹۰ھ المبسوط' ۱۶ : ۸۲' دار المعرفۃ' لبنان' ۱۳۹۸ھ

۷۲۔ The Minor Acts ; 253-54

۷۳۔ البخاری' کتاب الفتن' ۲ : ۱۰۴۷

۷۴۔ Local and Special Laws : 387

۷۵۔ Abid : 389

۷۶۔ الهیثمی' نور الدین علی بن ابی بکر ۸۰۷ھ' مجمع الزوائد' ٤:٨٧' دار الکتب العربی' بیروت ١٤٠٢ھ

۷۷۔ Local and Special Laws : 386

۷۸۔ Shaukat Mahmood, Criminal Procedure, Legal research Centre, Lahore, 1:370

۷۹۔ Abid, 1:373

☆ قال الشافعی رحمه الله تعالی : الفقهاء کلهم عیال ابی حنیفه فی الفقه ☆